حضرت شیخ عثمانؒ کا رسالۂ عشقیہ

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

ہالانی (ضلع نواب شاہ۔ سندھ) میں محترم مولوی عبدالصمد صاحب کے پاس ایک قلمی نسخہ موسومہ عشقیہ موجود ہے جس میں دوسو انتیس اوراق ہیں اور خاتمے کی یہ عبارت ہے :-

> تمت الکتاب بعون اللہ الملک الوہاب نسخہ عشقیہ من تصنیف سید عثمان مروندی قدس اللہ سرہ العزیز۔ روز شنبہ بوقت یک نیم پاس۔ بتاریخ نہم شعبان ۵۹۱ھ۔ کاتب الحروف بندہ قادر بخش قادری خاک پائے عالمان و فقیران غفر اللہ لہ ولوالدین و لاستاذی و لجمیع المؤمنین و المؤمنات والمسلمین والمسلمات یا ارحم الراحمین . . .

اس عبارت سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ حضرت عثمانؒ مروندی (لعل شہباز قلندر سہونی) رحمۃ اللہ علیہ کا ہوگا جن کی عمر قریب ایک سو سال بتائی جاتی ہے اور جن کا سال وفات ۶۷۳ھ ہے۔ لیکن اس عبارت میں جو ۵۹۱ھ درج ہوا ہے اس کو بغور دیکھنے سے واضح ہوتا ہے کہ اس میں تحریف کی گئی ہے اور اُس پر بعد میں قلم پھیرا گیا ہے۔ پھر جو یہ کہا گیا ہے کہ ۵۹۱ھ کی نویں شعبان کو شنبہ تھا، تو یہ بھی صحیح نہیں، کیونکہ اُس سال اس تاریخ کو شنبہ نہیں، چہار شنبہ تھا (۱۹ جولائی ۱۱۹۵ء)۔ پھر کتاب کی داخلی شہادتوں سے کتاب

اورمصنف دونوں کے زمانے کی تعیین میں مدد ملتی ہے۔ چنانچہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسی شہادتیں پیش کردی جائیں۔

کتاب کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ اجمعین۔ سبحان اللہ قادرے کہ خاک را از لطف عمیم جان بخشید و تشریف وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ مشرف گردانید وبخلوت یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ معزز ساخت وبدولت وصال وَهُوَ مَعَكُمْ بنواخت وَفِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اشارے است باختصاص وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کرامتے ست خاص۔ فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ نغمہ ایست یگانہ نواز وصلائے دعوتے اَسْتَجِبْ لَكُمْ نعمتے است بابرکت و ساز وصلوات اللہ من الازل الی الابد علیٰ افضل العالم دوام احمد محمد کہ تجلی نخستین اوّل ماخلق اللہ نورے است وبرآل واصحاب او کہ بایّهم اقتدیتم اهتدیتم ہریک وسیلۂ قرب ازدوری رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ امّابعد چوں دریں جہاں لطف الٰہی وفضل نامتناہی ہر بندہ را توفیق طلب بخشد ودر محبت خود بخود کشد دردل او مہر ودوستی خود اندازد تا در ذکر وبندگی شتابد وہدایت یابد وکسے را کہ گمراہ کند، بمحبت دنیاے تباہ، مشغول کند ومحجوب باسباب دنیوی درآرد کہ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا وَّیَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا کنیل مصر ماءٌ للمحبوبین وبلاءٌ للمحجوبین ؎

نیل مصری خود بقبطی خون نمود   قوم موسیٰ را نہ خون بود آب بود

بیت

آن راکہ تو رہبری کنی کسے گم نہ کند   وآں را تو گم کنی کسش رہبر نیست

زہے لطف کمال کہ خاک صلصال را تاج شرافت اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً برفرق نہاد وفرزندان خلف اورا درولایت الا ان اولیائی تحت قبائی تصرف داد وراہ روان دین را بشرف قرب محض بکابین محبت از ماسوای پرداخت۔

خصوصاً حضرت غوث الثقلین رح که در طیِ مسالکِ سلوک و احیائے مراسمِ دینی و ایجادِ شواہدِ یقینی بنہایت رسانیده محی الدین شد و در طریقِ وصول از فنائے تقیدِ عبودیت ببقائے قدرتِ مطلق پیوسته عبد القادر شد، و خواجۂ زمان و زمین، رفیع قدر و دوربین، صاحبِ دولت و دین خواجہ بہاء الدین که بانفاسِ متبرکہ دربارِ مبرہن و بیُمنِ نظرِ روشن، تو مہرِ شریفش در دلہائے نقشِ حق می بست - **بیت**

خواجۂ کش جہاں غلام شده   او خود از بندگیش دارد عار

و ارشاد پناہی مظہرِ جلالِ ذوالجلال حضرت شیخ جلال رح که خلیفۂ حضرت غوث الثقلین رح است قدس الله سرہٗ و نخست ارادتِ فقیر بسلسلۂ قادریه بوسیلۂ بیعتِ مبارکش بود و بحکم اشارت خواجۂ نقشبند رح و اجازتِ غوث الثقلین رح . . . . . نقشبندیه از خدمت خواجه اسحٰق رح یافته که سحق و خودفانی و قربِ حیاتِ جاودانی مخلصان را از صحبتِ ایشان حاصل می شد و چون شرفِ ملازمتِ حضرت پیرولی برگی رح میسر شد از کمال ولایت و محض کرامت سه روز توجہ بحالِ بنده فرمودند . . . نمودند که سالہا بل قرنہا زبانِ تقریر و خامۂ تحریر در ادائے شکرِ آں عاجز و قاصر است و دورِ باقی از فیضِ ساقی یعنی منشأ از خدمتِ حضرت خواجہ باقی رح نصیب شد - خادم . . . عثمان که ریزه چینِ خوانِ اخوان الصفائیست بلکه خاکِ جرعه نوشِ بزمِ خمرُ الوفا - وَللاَرضِ مِن کأسِ الکِرام نصیب، ہمیشه دریوزه استمداد از درِ دلہا نموده . . . دستگیری از پائے مردِ مردان کرده و در جست و جوئے ایں دولت و تگ و پوی ایں سعادت از خاکِ اقدامِ وارستگانِ ننگ و نام ، کحل الجواہرِ ہر دیده دیدۂ . . . بر وفقِ مقال و حسبِ حال است ؎

دولتِ فقر خدایا بمن ارزانی دار   کیں کرامت سببِ حشمتِ تمکینِ من است

اے درویش تا بر چہار آتش گداخته نگردی پخته نشوی - اوّل آتشِ فقر - دوم آتشِ محبت - سوم آتشِ دم نه زدن در قضا و قدر یعنی تسلیم - چہارم آتش از غمِ روزی بے غم بودن یعنی توکل - اے درویش تا ازیں چہار عقبه درنگذری ترا عاشق نخوانند - و ایں تحفۃ القلوب و ہدیۃ الارواح بچہار مفصّل شد و ہر فصل بچہار باب، منسوب گشته و ہر باب

بکلام ربانی وحدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وسخنانِ اہل اللہ کشائش یافت تا دوستانِ لائق وعاشقانِ صادق ازیں بہرہ برگیرند وباغیر مشغول شدن راحت نپذیرند کہ لا وحشۃ مع اللہ ولا راحۃ مع غیر اللہ ۔ ایں رسالہ مسمّیٰ بعشقیہ دریائے معرفت شد تا عاشق را الفتے باشد۔

یہ طویل اقتباس ضرورتاً پیش کیا گیا ہے ۔ اس کے مطالعے سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:۔

(۱) مصنف پہلے حضرت شیخ جلال[۱] (تھانیسری ۔ المتوفی ۹۸۹ھ) سے بیعت ہوئے تھے جو حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۹۴۴ھ) کے خلیفہ تھے ۔ یعنی مصنف نے پہلے قادری سلسلے میں ارادت حاصل کی تھی ۔

(۲) اس کے بعد حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے "اشارہ" (روحانی) اور حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی "اجازت" (روحانی) سے خواجہ اسحٰق[۲] رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نقشبندی طریقہ اختیار کیا ۔

(۳) پھر حضرت پیر ولی برکی علیہ الرحمہ سے صرف تین دن کی صحبت میں ولایت کے کمالات کے عجیب عجیب مشاہدات ہوئے ۔

(۴) ان بزرگوں کے بعد حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ) کی خدمت

---

[۱] خزینۃ الاصفیاء ۔ جلد اوّل (صفحہ ۔ ۴۴۴ ۔ طبع لکھنؤ) میں کتاب کے مؤلف غلام سرور لاہوری نے حضرت جلال تھانیسری کی تاریخ یوں لکھی ہے :۔

جلال از جہاں چون بجنت رسید ۔۔۔ پئے سالِ ترحیلِ آں ذی کمال
یکے "شیخ پاکیزہ دل" شد عیاں ۔۔۔ دگر ہست "مہتابِ عزت جلال"
۹۸۹ھ ۔۔۔ ۹۸۹ھ

[۲] ممکن ہے کہ یہ اسحٰق رح حضرت ہاشم کشمی رح (صاحب زبدۃ المقامات) کے بھائی ہوں جن کے انتقال پر حضرت ہاشم رح کا مرثیہ ان کے دیوان میں موجود ہے ۔

میں شرفِ باریابی حاصل ہُوا۔

(۵) مصنّف نے اپنے اس رسالے کا نام "عشقیہ" رکھا تھا اور یہ کہ اس رسا۔ ...یں چار فصلیں ہیں اور ہر فصل میں چار باب ہیں۔

ان فصلوں کی تفصیل اس طرح آتی ہے کہ پہلی فصل میں فقر[۱]، تسلیم[۲]، توکّل[۳] اور ... کے چار ابواب ہیں۔ دوسری فصل میں بھی چار ابواب (۱) سلوک کی انتہا، (۲) درویشوں ... عادات (۳) اہلِ اللہ کی ریاضت اور (۴) رضائے الٰہی کے تحمّل سے متعلق ہیں۔ تیسری فص... میں بھی اسی طرح چار ابواب ہیں :۔(۱) خاموشی اور گوشہ نشینی (۲) ذوق و محبت (۳) ... اور (۴) تواضع۔ یہ فصل طویل مضامین پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد آخری یعنی چوتھی فص... ہوتی ہے جس میں حسبِ معمول چار ابواب ہیں اور وہ یہ ہیں :۔(۱) تضرّع (۲) عاشقوں ... جان بازی (۳) نصیحت، دلجوئی، عیب پوشی وغیرہ اور (۴) عاشقوں کے حالات او... خاتمۂ کتاب ہے۔

ان تمام فصلوں میں جگہ جگہ علماء، صلحاء اور صوفیہ کے اقوال یا اشعار ہیں۔ امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے علاوہ اِن بزرگوں کا ذکر آتا ہے :

عبداللہ سری سقطی (م ۲۵۳ھ - ۷۱ الف)۔ شیخ جنید بغدادی (م ۳۰۲ھ - ۶۱ ب) حسین حلاج (م ۳۰۹ھ - ۵۳ الف - ۵۶ الف)۔ شیخ ابوعلی دقاق (م ۴۰۵ھ - ۶۲ ب)۔ ابوسعید ابوالخیر (م ۴۴۰ھ - ۱۶۶ ب)۔ عبداللہ انصاری (م ۴۸۱ھ - ۶۲ ب - ۶۳ ب) خواجہ یوسف ہمدانی (م ۵۳۵ھ - ۶۲ ب)۔ احمد جامی (م ۵۳۶ھ - ۵۵ ب)۔ عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ - ۳ الف - ۴۰ ب)۔ خواجہ معین الدین چشتی (م ۶۳۳ھ - ۴۴ ب) سعدی (م ۶۹۱ھ - ۵ الف - ۵۰ ب)۔ جلال الدین رومی (م ۶۷۲ھ - ۲۶ الف - ۳۸ ب - ۶۳ الف)۔ سیف الدین باخرزی (م ۶۵۸ھ - ۱۰۵ الف)۔ عراقی (م ۶۸۸ھ - ۹۰ الف)۔ بہاء الدین نقشبند بخاری (م ۷۹۱ھ - ۳ الف - ۲۸ ب - ۴۸ ب)۔ حافظ شیرازی (م ۷۹۲ھ - ۳۵ ب - ۴۴ ب - ۵۸ الف - ۷۸ الف - ۱۰۱ الف - ۱۱۴ الف)۔ شرف الدین یحییٰ منیری (م ۷۸۲ھ - ۱۲۲ الف)۔ خواجہ محمد پارسا (م ۸۲۲ھ - ۱۹ الف - ۶۲ ب)۔ زین الدین خوافی (م ۸۳۸ھ - ۶۳ الف)۔ عبیداللہ احرار (م ۸۹۵ھ - ۵۷ ب)۔

عبدالقدوس گنگوہی (م ۹۴۴ھ - الف ۱۱۹) - خواجہ باقی باللہ (م ۱۰۱۲ھ - ب ۲) رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے بکثرت بزرگوں کے اقوال، احوال یا اشعار درج ہیں - خود شیخ عثمان[1] علیہ الرحمہ (مصنف) نے اپنے اشعار یا غزلیں کثیر تعداد میں نقل کی ہیں - مثلاً یہ اوراق ہیں :- الف ۲ - الف ۱۵ - الف ۱۶ - الف ۱۹ - ب ۲۱ - ب ۳۴ - الف ۳۸ - الف ۵۱ - الف ۶۴ - ب ۶۹ - ب ۷۰ - ب ۷۳ - ب ۸۵ - ب ۹۶ - ب ۱۱۷ - الف ۱۳۲ - ب ۱۶۱ - الف ۱۸۱ - ب ۱۸۲ - الف ۱۸۸ - ب ۱۹۶ - ب ۲۰۰ - الف ۲۱۲ - ب ۲۱۳ - الف ۲۲۱ - شیخ عثمان علیہ الرحمہ کی ایک غزل (الف ۱۵) ملاحظہ ہو :-

اے در عیاں نہاں و نہاں در عیاں توئی — بے مثل و لا مثال نشاں بے نشاں توئی
تو آں نہ کہ کس ز تو یابد یکے نشاں — اے برتر از بلند و بلند از گماں توئی
در ظاہر اترا طلبم و آنگہی نہاں — ور چوں نہاں بجو ئمت آنگہ عیاں توئی
در دہر و دورِ گردشِ عالم، جہان و خلق — غائب میانِ ہر ہمہ و با ہماں توئی
ہر رو بروئے ظاہر و ہر سو بسو نہاں — معلوم شد چناں کہ ہمیں و ہماں توئی
بودیم در پئے تو بہر سو بجست وجوی — عثماںؔ طلسم بود جمالِ جہاں توئی

مصنف رح کی شاعری کا عام رنگ یہی ہے اور غالباً ان کا کوئی اور موضوع نہیں -

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس رسالے کے زمانے کی تعیین کی جائے - انڈیا آفس لندن کا مخطوطہ نمبر ۲۹۱۵ بھی اسی رسالے کا دوسرا نسخہ ہے جو محمد شاہی جلوس کے اکیسویں سال یعنی ۱۱۵۲ھ / ۱۷۳۹ء میں لکھا گیا تھا HERMMANN ETH کا خیال ہے کہ اس کے مصنف "شاہ عثمان" وہی ہیں جن کے انتقال ۱۰۰۵ھ / ۱۵۹۷ء سے متعلق حضرت ہاشم کشمی[2] علیہ الرحمہ نے

---

[1] رسالۂ عشقیہ کے مالک مولوی عبدالصمد صاحب کے پاس شیخ عثمان رح کا دیوان قلمی بھی موجود ہے -

[2] یہ ہاشم کشمی رح وہی بزرگ ہیں جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلیفہ اور زبدۃ المقامات (برکاتِ احمدیہ) کے مصنف ہیں - ان کی ایک اور تصنیف "نسمات القدس من حدیقۃ الانس" قلمی ہے جو مدینۂ طیبہ کے مکتبۂ عارف حکمت میں محفوظ ہے - اس کتاب میں نقشبندیہ سلسلے کے ان بزرگوں کا ذکر ہے جو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ہوئے ہیں -

اپنے دیوان (مخطوطہ نمبر ۲۸۹۸ - انڈیا آفس - لندن) میں قطعۂ تاریخ لکھا تھا۔ لیکن رسالۂ عشقیہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ عثمان نہیں ہیں جن کا انتقال ۱۰۰۵ھ میں ہوا تھا بلکہ یہ موخر ہیں۔ کیونکہ ہم اوپر دیکھ چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۲ھ) سے استفادہ کیا تھا اور رسالے میں ایک ریختہ (۹۶/ب) اس طرح آتا ہے:۔

دلا غافل چہ می خسپی کہ اپنی میچ تھیں ڈریے — چو روزے مرگ در پیش است اتنی نیند کیوں کریے
چو دزداں اندر کمیں باشد کرے جو نیند بنجارا — نہ باشد سود یک حبہ گواوے مول بھی سارا
دریں دنیائے دہ روزے بڈائی کائیں کوں کریے — اگر صد سال شد عمرت نہایت ایک دن مریے
چہ مغروری دریں دنیا سدا اِس جگ نا رہنا — ہمیں راہے کہ در پیش سبھی اس پنتھ ہے چلنا
کجا رفتند آں شاہاں کہ جن کے بار تھے ہستی — گرفتند جائے در صحرا گئے سب چھوڑ کر بستی
کجا رفتند آں مرداں کہ بانکی ٹوپیاں دھرتے — ہمہ در خاک خسپیدند جن سیں سیہ بھی ڈرتے
کجا رفتند آں یاراں جنہاں تھے جیونی تیرا — چناں رفتند زیں عالم کہ نہ کیا پھر کدی پھیرا
کجا رفتند آں خوباں جنہوں کے نین تھے بانکے — چناں بگزاشتند خانہ نہ پھر گھر بار دھر جھانکے
کجا آں ماہ رُو خوباں چو مور کندا وتے پاتی — نہ نام وے نے نشاں ماندہ سبھی گل گل بھئے ماٹی
کجا سوداگراں منعم جنہاں کے بار تھے ناندھے — کلالاں خاکِ شاں بُرد ند گھڑے کمہار بھانڈے
کجا آں زیب و آں زینت کہاں اوہ روپ اوہ ریکھا — ہمہ رفتند از دنیا بھیا اس جگت کا لیکھا
در آں وقتے کہ تو میری نہ دنیا کام تجھ آوے — کسے کو داد بخشیدہ وہی کچھ ساتھ پھر جاوے
نہ آنجا خویش کس باشد نہ گر سی یار کو یاری — دکس مونس بود دیگر نہ بھائی باپ مہتاری
ترا در گور بسپارند پھر کر لوگ گھر آوے — بیفتد با خدا کارے نہ کوئی آوے چھڑ کاوے

در آں درگاہ بے رشوت نہ جانوں کیوں رہے پڑدا
جنیدا مردِ آں باشد کہ اس سنسار تھیں ڈردا

یہ شیخ جنیدؒ وہی ہیں جن کا ذکر حافظ محمود شیرانی مرحوم نے اپنی کتاب "پنجاب میں اردو" میں کیا ہے[1] اور اُن کا مذکورۂ بالا ریختہ بھی نقل کیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ گیارھویں صدی

---

[1] پہلا ایڈیشن۔ صفحہ ۲۳۴ (مطبوعہ لاہور ۱۹۲۸ء)۔

ہجری کے بزرگ ہیں۔ پھر اسی کتاب (صفحہ ۲۳۲) میں حافظ مرحوم نے شیخ عثمان جالندھری کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت مجدّد الف ثانی قدس سرہ (م ۱۰۳۴ھ) کے پیر بھائی تھے اور اُن کا ایک یہ ریختہ بھی نقل کیا ہے:-

عاشق دیوانہ ام آؤ پیارے حبیب ۔۔۔ از ہمہ بیگانہ ام آؤ پیارے حبیب
اے نظرت آفتاب بر منِ مسکیں بتاب ۔۔۔ جان وجگر شد کباب آؤ پیارے حبیب
اے دل وائے جانِ من دردِ تو درمانِ من ۔۔۔ ذکرِ تو سامانِ من آؤ پیارے حبیب
زاں لبِ شیریں شکر بارِ تو دُرّ و گہر ۔۔۔ ساز مرا بہرہ ور آؤ پیارے حبیب
چند کُشی کشتہ را عاشقِ آشفتہ را ۔۔۔ بے دلم و بے نوا آؤ پیارے حبیب
دم بدم انتظار یک نظرم و انگسار ۔۔۔ عاشقم و خستہ دار آؤ پیارے حبیب
اے تو کسِ بے کساں مونسِ بے چارگاں ۔۔۔ غمخورِ آوارگاں آؤ پیارے حبیب
حکمِ ترا بندہ ام نزد تو شرمندہ ام ۔۔۔ زار و سرافگندہ ام آؤ پیارے حبیب
وقتِ شبابم گزشت کار نیامد زدست ۔۔۔ پُشت زغمہا شکست آؤ پیارے حبیب
در بدر و کو بکو نعرہ زناں سو بسو ۔۔۔ دیدنِ تست آرزو آؤ پیارے حبیب
روز و شب انتظار دم بدمم بے قرار ۔۔۔ دیدہ چو ابرِ بہار آؤ پیارے حبیب
بر دلِ عثمان غریب رحمتِ خود کن قریب ۔۔۔ زانکہ تو ہستی مُجیب آؤ پیارے حبیب

یہی ریختہ کچھ فرق کے ساتھ ہمارے مخطوطہ میں (ق ۱۸۸ الف[1]) بھی موجود ہے، اس لئے کُلی طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ رسالہ جو غلطی سے حضرت عثمان مروندی (لعل شہباز قلندر) رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کر دیا گیا ہے، صحیح نہیں۔ بلکہ اس کے مصنف حضرت شیخ عثمان جالندھری علیہ الرحمہ ہیں[2]۔

---

[1] مخطوطے میں (۸۵ ب، ۱۰۹ الف) کچھ ہندی دوہرے بھی نقل کئے گئے ہیں۔

[2] شیخ عثمان جالندھریؒ کے "چہل مکتوبات" اور "تفسیر سورۂ رحمٰن" وغیرہ کئی غیر مطبوعہ رسالے پنجاب کے بعض ذاتی کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔